31

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد یہ ضروری ہے کہ آپ تقویٰ، دیانت داری اور دوسرے اخلاق میں دوسروں کے لیے نمونہ بنیں

(فرمودہ 18 ستمبر 1953ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

''ابھی مجھے آتے ہوئے کہا گیا ہے کہ چونکہ یہاں سے دو مائیکروفون چوری ہو چکے ہیں اس لیے مجھے چاہیے کہ میں اپنا منہ آلہ کے ساتھ لگا کر بولوں کیونکہ یہ آلہ ناقص ہے۔ میری عقل اور سمجھ سے یہ بات بالکل باہر ہے کہ ہمارے مرکز سے دو مائیکروفون کس طرح چوری ہو گئے۔ میرے نزدیک مائیکروفون رکھنے والا اور مسجد کا محافظ دونوں اس میں شامل ہیں۔ ورنہ ان دو کے شامل ہوئے بغیر یہ چوری ہو ہی نہیں سکتی۔ آخر اگر اس قسم کی چیز رکھی جاتی ہے تو تالے کے بغیر نہیں رکھی جاتی۔ اور اگر تالے کے بغیر نہیں رکھی جاتی تو ظاہر ہے کہ تالا ایسا ہونا چاہیے جسے چور کھول نہ سکے۔ محض خیالی تالا لگانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔ وہ تالے جو ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو روپے میں ملتے ہیں اُن کی ہر ایک کے پاس چابی ہوتی ہے۔ وہ تالا لگا کر یہ کہنا کہ پوری طرح حفاظت کر لی گئی ہے

محض دھوکے بازی اور بددیانتی ہے۔ شاید ناظروں کی عقل مجھ سے زیادہ ہے۔ اُن کی سمجھ میں یہ چوریاں آجاتی ہوں گی۔ لیکن میری سمجھ میں یہ چوریاں نہیں آتیں۔ نہ میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ ایسے تالوں پر اعتبار کیا جائے جن کی چابیاں ہر ایک کے پاس ہوتی ہیں۔ اور نہ میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ مضبوط تالے لگانے کے بعد بھی کوئی شخص آئے اور ہمارے مرکز سے ایک چیز اٹھا کر لے جائے۔ اس لیے میں تو سمجھتا ہوں کہ ہمارے کارکن اس میں شامل ہیں۔ زیادہ سے زیادہ بددیانتی کے ساتھ شامل ہیں۔ اَور بادی النظر میں چوری کے ساتھ شامل ہیں۔

بہرحال میں جماعت کو پہلے بھی توجہ دلا چکا ہوں اور اب پھر توجہ دلاتا ہوں کہ سلسلہ کے قیام کی کوئی غرض ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے جو اپنا مامور بھیجا ہے وہ ہمیں دوسروں سے ممتاز کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ اگر ہم دوسروں سے ممتاز نہیں تو ہم کو کوئی حق نہیں کہ ہم اُن سے کہیں کہ وہ مرزا صاحب کو کیوں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ منہ سے اُن کو جھوٹا کہتے ہیں اور ہم اپنے عمل سے اُن کو جھوٹا اور کذاب کہتے ہیں۔ ہم میں اور احراریوں میں کوئی فرق نہیں۔ اگر فرق ہے تو صرف اتنا کہ وہ دیانتدار ہیں، وہ اگر دل میں ایک شخص کو جھوٹا سمجھتے ہیں تو منہ سے بھی اس کو جھوٹا کہتے ہیں۔ لیکن ہم اتنے بے ایمان ہیں کہ ہم دل میں تو وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو اُن کا ہے اور منہ سے سچائی کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر تم واقع میں حضرت مرزا صاحب کو مانتے ہو اور اُن پر سچے دل سے ایمان لاتے ہو تو تمہیں سوچنا پڑے گا کہ تمہاری زندگیوں میں کیا تبدیلی پیدا ہوئی۔ تمہیں اپنے معاملات میں اور اپنی عبادات میں اور اپنی راستی میں اور اپنے فکر میں اور اپنی دیانت میں اور اپنے اعمال میں ''کم سے کم'' ایک امتیازی جدوجہد پیش کرنی پڑے گی۔ اور حقیقتاً ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ پیش کرنا پڑے گا۔ کم سے کم میں نے اس لیے کہا ہے کہ وہ شخص جو ابھی نیا نیا احمدیت میں شامل ہوا ہے چونکہ اُسے آئے ابھی تھوڑا عرصہ ہی ہوا ہے اس لیے ہوسکتا ہے کہ وہ اس وقت اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو اور وہ اس کے لیے جدوجہد شروع کردے اور دو چار ماہ کے بعد اپنے اندر ایک امتیازی رنگ پیدا کرلے۔ لیکن وہ شخص جو سال ڈیڑھ سال سے احمدیت میں شامل ہے اُس کے لیے صرف جدوجہد کا سوال نہیں ہوسکتا۔ اس کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنا نمونہ دوسروں کے سامنے پیش کرے۔ جب تک تم اس قسم کے غور اور فکر کی عادت نہیں ڈالو گے، جب تک تم میں ایسے

لوگ نہیں ہوں گے جو یہ باتیں سوچنے پر تم کو مجبور کردیں، جب تک تم میں ایسے لوگ نہیں ہوں گے جو تمہارے اعمال کا محاسبہ کر کے تمہیں بتائیں کہ تم صحیح راستہ پر چل رہے ہو یا نہیں، جب تک تم میں ایسے لوگ نہیں ہوں گے جو خلافِ اسلام حرکات دیکھتے ہی جماعت میں شور مچا دیں اور تمہیں ان سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ اُس وقت تک تمہارا سارا کاروبار محض دھوکا بازی، محض فریب اور محض بے ایمانی ہے۔ تمہارے اندر جماعتی طور پر وہ دیانت ہونی چاہیے، تمہارے اندر وہ امانت ہونی چاہیے۔ تمہارے اندر وہ سچائی ہونی چاہیے، تمہارے اندر وہ راست بازی ہونی چاہیے۔ تمہارے اندر وہ اخلاق ہونے چاہییں۔ تمہارے اندر وہ حلم ہونا چاہیے، تمہارے اندر وہ بردباری ہونی چاہیے، تمہارے اندر وہ غریبوں کی پرورش ہونی چاہیے، تمہارے اندر وہ لوگوں کی ہمدردی ہونی چاہیے، تمہارے اندر بنی نوع انسان سے وہ اخلاص ہونا چاہیے جو دوسری قوموں میں نہیں پایا جاتا۔ جب یہ ساری باتیں تمہارے اندر ہوں اور پھر ساتھ ہی خدا تعالیٰ کی محبت ہو تو تم کامیاب ہو۔ اور اگر یہ نہیں تو تمہارے دعوے محض ڈھکوسلے ہیں۔ تم نے دنیا میں بلا وجہ ایک شور برپا کیا ہوا ہے اور محض فتنہ اور فساد کو بھڑکایا ہوا ہے۔ لوگ تمہیں دیکھ کر چڑتے ہیں، وہ تمہیں دیکھ کر بگڑتے ہیں۔ بے شک ان کا بھی کوئی حق نہیں کہ وہ تمہیں دیکھ کر بگڑیں اور شور مچائیں۔ مگر تمہارا بھی کوئی حق نہیں کہ تم اُن سے جھگڑو جب کہ تم نے ایک الگ وجود بنانے کا اپنے آپ کو حقدار ہی ثابت نہیں کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دفعہ سوال کیا گیا کہ آپ نے ایک الگ جماعت کیوں بنائی ہے؟ آپ نے فرمایا اگر ایک شخص کے پاس ایک سیر دودھ ہو اور دوسرے کے پاس دو سیر دہی ہو تو کیا اُس دودھ اور دہی کو آپس میں ملایا جا سکتا ہے؟ اگر دودھ کو دہی میں ڈال دیا جائے گا تو دودھ پھٹ جائے گا اور وہ کسی کام کا نہیں رہے گا۔ اِسی طرح میرے پاس تھوڑے سے آدمی ہیں جو دین دار اور تقویٰ شعار ہیں اگر یہ دوسروں کے ساتھ مل جائیں تو ان میں بھی خرابیاں پیدا ہو جائیں۔ بے شک مسلمانوں کے پاس قرآن موجود ہے، حدیث موجود ہے لیکن اصل بات جو دیکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن اور حدیث سے کتنا فائدہ اٹھایا گیا ہے اور باوجود ماننے کے اُس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ماننے والے قرآن اور حدیث سے

فائدہ اٹھائیں۔ پس میں اپنے تھوڑے سے آدمیوں کو ان میں ملا کر خراب نہیں کرنا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھ پر ایمان لانے والے اپنے تقویٰ اور دیانتداری میں دوسروں کے لیے نمونہ ہوں۔

اور واقع میں اگر ہماری جماعت کے افراد ایمان دار ہوں اور ان کے اندر صحیح اسلامی روح پائی جاتی ہو تو مسلمان تو الگ رہے، دوسرے لوگ بھی جو قرآن اور حدیث کو نہیں مانتے ان کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ مسلمان تو قرآن اور حدیث کو مانتے ہیں اور وہ ہمارے بھائی ہیں اور ہماری اُن سے علیحدگی کے یہ معنی نہیں کہ ہم اُن سے قطع تعلق کر لیتے ہیں، علیحدگی کے یہ معنی نہیں کہ ہم ان کے دُکھ سکھ میں شریک نہیں ہوتے، علیحدگی کے یہ معنی نہیں کہ ہم اُن کی خوشیوں میں شریک نہیں ہوتے، علیحدگی کے یہ معنی نہیں کہ ہم ان کی ترقی کے امور میں دلچسپی نہیں لیتے۔ ہم اُن کی ہر خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں اور ان کی ترقی کے ہر معاملہ میں دلچسپی لیتے ہیں۔ لیکن پھر اپنا علیحدہ وجود اور نظام بھی قائم رکھتے ہیں تا کہ ہم اسلام کی خدمت کر سکیں۔ اور دوسروں کو بھی تحریک ہو کہ وہ بھی اسی رنگ میں اسلام کی خدمت میں حصہ لیں۔ یہی غرض احمدیت کی ہے ورنہ نہ ہمارا قرآن نیا ہے نہ حدیث نئی ہے نہ فقہ کی کوئی ایسی کتابیں ہمارے پاس ہیں جو دوسروں کے پاس نہیں۔ اُن کے پاس بھی وہی قرآن، اور وہی حدیث اور وہی فقہ کی کتابیں ہیں۔ لیکن اُن کے دلوں میں ان کتابوں کی کوئی قدر نہیں رہی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ تم ان چیزوں کی قدر کرو۔ اور اگر تم بھی قدر نہ کرو تو تمہارے وجود کا کوئی فائدہ نہیں اور تمہارے الگ وجود بنانے کا کوئی مقصد نہیں۔" (غیر مطبوعہ مواد از ریکارڈ خلافت لائبریری ربوہ)